

گجرات کا ”بیت الحکمت“

لابریوں کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی تہذیب انسانی۔ اوراق تاریخ شاہد ہیں کہ قوموں کے عروج و زوال میں کتب خانوں کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ نیکسلا میں قدیم ترین لابری کے آثار ملے ہیں۔ یونان میں سقراط یا ارسطو کے ذاتی کتب خانے ہوں یا قدیم مصر کی عبادت گاہوں میں کتب کی موجودگی، شور بنی پال کی نیوا کے مقام پر مٹی کے الواح پر مشتمل لابری ہو یا قبل مسیح کے اسکندریہ اور پرگام کے عظیم کتب خانے یا پھر قرون وسطیٰ کے شاندار اسلامی کتب خانے سب علم کے روشن میناروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے عہد عروج میں مساجد و مدارس ہی نہیں گھروں کے طاق بھی کتابوں سے سجے رہتے تھے۔ بغداد اور اُندلس کے گلی محلوں میں کتب فروشوں کی دکانیں عام تھیں نیز سرکاری اور نجی لابریوں کی بھی بھرمار تھی۔ بلاشبہ قومیں کتب خانوں سے بنتی ہیں۔ جس طرح ہوا اور پانی کے بغیر جینا ممکن نہیں اسی طرح کتاب کے بغیر انسانی بقا اور ارتقا محال ہے۔ قوموں کی زندگی میں جیسے علاقائی دفاع کے لیے منظم فوجی چھاؤنیوں کا قیام لازم ہے بعینہ علم و دانش اور سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے لابریوں کا قیام و انتظام ضروری ہے۔ لابریاں نظریاتی و معاشرتی دفاع کا موثر ترین حصار ہی نہیں جہالت و ناخواندگی کے خلاف مضبوط قلعوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پاکستان میں اس وقت کم و بیش آٹھ ہزار لابریاں موجود ہیں۔ سکھر کی جنرل لابری ۱۸۳۵ء میں قائم ہوئی۔ اسے ملک کی قدیم ترین لابری سمجھا جاتا ہے۔ پنجاب سول سیکریٹریٹ کی لابری ۱۸۵۸ء میں قائم ہوئی۔ جبکہ اس وقت پاکستان کی سب سے بڑی لابری بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی کراچی میں ہے۔

۱۹۹۹ء میں مجھے اپنے تحقیقی مقالے کے لیے مواد کے حصول کے لیے ”بیت الحکمت“ کراچی جانے اور اس سے استفادے کا موقع ملا تو میں نے وہاں کے عملے کے تعاون اور ذخیرہ کتب سے متاثر ہو کر حکیم محمد سعید کی قبر پر خصوصی دعائے مغفرت کی جنہوں نے یہ مدینہ الحکمت آباد کیا۔ گیارہ سال بعد ۱۳ نومبر کو علم و تحقیق کے حوالے سے میرے اس خوشگوار تجربے کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی جب میں گجرات کے کتاب دوست قلم کار عارف علی میر کے گھر میں قائم المیر

* ایڈیشنل رجسٹرار، یونیورسٹی آف گجرات۔ sheikhrashid.uog@gmail.com

ٹرسٹ لائبریری واقع میرسٹریٹ بھمبر روڈ گجرات پہنچا تو انہوں نے نہ صرف خوش دلی سے جی آیاں نواں کہا بلکہ پر تکلف چائے سے تواضع بھی کی۔ علاقہ میں بجلی کی بندش کے باعث لائبریری دیکھنے سے پہلے عارف علی میر صاحب نے لائبریری کے قیام و کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ مہینہ طور پر ”خطہ یونان“ کی شہرت رکھنے والے شہر گجرات میں روز بروز کھانے پینے کے ہولوں اور دکانوں کے بڑھتے ہوئے طوفان میں معدے کی بجائے دماغ سے سوچنے والوں کے لیے یہ کتب خانہ امید کا ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں عظمت رفتہ کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں۔ جلاپور جٹاں سے تعلق رکھنے والے علم دوست غفین علی میر کی وفات کے بعد زمیندار کالج کے انگریزی زبان و ادب کے سابق ہرولڈ عزیز اُستاد پروفیسر حامد حسین سید اور پنجابی زبان و ادب کے ممتاز ادیب و محقق شریف کنجاہی نے مسلسل چالیس دن تک عارف علی میر کے ہاں اس لائبریری کے قیام کے لیے ”چلہ“ کا نا اور انہیں قائل کیا کہ ”والد محترم کے ایصالِ ثواب“ کے لیے سب سے مستحسن عمل یہ ہے کہ ان کی علم دوستی کو کتاب دوستی کی تحریک میں بدل کر صدقہ جاریہ کا روپ دے دیا جائے۔ وضع دار عارف علی میر کو یہ بات پسند آئی اور انہوں نے اپنے والد کی پہلی برسی ۲۹ جنوری ۱۹۹۷ء کو المیر ٹرسٹ کے زیر اہتمام پہلی کتاب ”کلام حق الحیات“ شائع کر کے اس نیک کام کا آغاز کیا۔ نیز لائبریری کے خواب کو بھی حقیقت کا روپ دیا۔ حامد حسن سید کو المیر ٹرسٹ کا پہلا سرپرست نامزد کیا گیا۔ انہی بزرگوں نے آہستہ آہستہ عارف علی میر کو اپنی گاڑی فروخت کر کے عمارت کی تعمیر پر آمادہ کیا۔ حامد حسن سید کی وفات کے بعد محترم شریف کنجاہی سرپرست بنے ان کے بعد آج کل پروفیسر ڈاکٹر نصیر الدولہ المیر ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ ہیں تاہم اس ٹرسٹ کی روح رواں شروع سے ہی عارف علی میر رہے ہیں۔ ان کی شب و روز کاوشوں اور محبت و لگن سے المیر ٹرسٹ لائبریری آج گجرات میں علم و ادب اور تحقیق و تحریر کا ذوق و شوق رکھنے والوں کے لیے نعمت کدہ بن چکی ہے۔

عام طور پر لائبریری کا بنیادی مقصد ہر قاری کو اس کی ضرورت اور ذوق کے مطابق کتاب فراہم کر کے انسانی زندگی کو ترقی اور بہتری دینا ہوتا ہے۔ المیر ٹرسٹ لائبریری میں دس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں جن میں سے زیادہ تر ریفرنس بکس ہیں۔ ادب، تاریخ، سیاست، معاشرت، معیشت، تصوف سمیت متنوع موضوعات کا احاطہ کرنے والی کتب نمایاں ہیں۔ تاریخ گجرات اور گجراتی مصنفین کی عام و نایاب کتب بھی موجود ہیں۔ اس لائبریری میں مذاہب عالم کے حوالے سے بھی خصوصی کولیکشن ہے۔ اس لائبریری کا ایک اور قابل قدر پہلو ”گوشہ شریف کنجاہی“ ہے جس میں شریف کنجاہی جیسے عالمی شہرت کے حامل عالم و قلم کار کا نجی کتب خانہ رکھا گیا ہے جس میں موجود نادر و نایاب کتب نے اس لائبریری کی اہمیت کو دو چندان کر دیا ہے۔ یہاں نہ صرف کتب کا ذخیرہ موجود ہے بلکہ لائبریری میں اس کی تنظیم و آرائش بھی دیدہ زیب ہے۔ یہ کتب خانہ جس ٹرسٹ کے زیر انتظام ہے اسے صرف عارف علی میر کے خاندان کی سرپرستی حاصل ہے۔ کسی اور ذریعے سے فنڈز اکٹھے نہیں کیے جاتے۔ اس لائبریری کی ممبر شپ فیس بھی نہیں رکھی گئی۔ کوئی بھی خواہشمند جب چاہے جتنا چاہے استفادہ کر سکتا ہے اُسے عارف علی میر کی ہنس مکھ شخصیت کی میزبانی کا بونس بھی ملے گا۔

المیر ٹرسٹ لائبریری کو کئی کتاب دوستوں سے پذیرائی بھی ملی ہے۔ شریف کنجاہی نے اپنے نجی کتب خانے کا بڑا حصہ خود اس لائبریری کے لیے وقف کیا ان کی وفات کے بعد ان کے اہل خانہ نے باقی ماندہ کتب بھی اس لائبریری کو عطیہ کر دیں۔ مرحوم ایم زمان کھوکھر نے ایک سو کتب کا تحفہ دیا۔ گوجرانوالہ کے شاعر و ادیب محمد امین خیال نے دو سو کتب جبکہ لاہور کے مرزا پرویز رضوانے ادارہ ثقافت اسلامیہ کی شائع کردہ کتب کا سیٹ عطیہ کیا۔ جنہیں عارف علی میر نے کمال محبت سے نہ صرف لائبریری کی زینت بنایا بلکہ عطیہ کرنے والوں کے لیے تشکر کا اظہار بھی کیا۔

المیر ٹرسٹ لائبریری اس بات کا گھلا ثبوت ہے کہ فرد واحد نے ایک تنظیم اور ادارے کا کردار ادا کر کے قومی فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا۔ غیر سرکاری طور پر چلائی جانے والی یہ لائبریری ارباب اقتدار و اختیار کی نظر کرم کی حقدار ہے۔ سرکار اس نیک کام کو آگے بڑھانے کے لیے اپنا حصہ ڈال کر حوصلہ افزائی کرے۔ علم دوست اور لائبریری سائنس کے شعبے کے افراد بھی عارف علی میر کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ اس لائبریری میں جدید کیٹیلاگ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ لائبریری سائنس سے تعلق رکھنے والے افراد یا ادارے اس لائبریری کی رضا کارانہ فہرست سازی کر کے صدقہ جاریہ میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔

گجرات و گردونواح میں موجود نجی لائبریریوں کے حامل اگر اپنی زندگی میں ہی اپنے علمی ذخیرے کو محفوظ کرنے کے لیے اس ٹرسٹ لائبریری کو عطیہ کر دیں تو یہ کار خیر ہوگا بصورت دیگر گجرات کے کئی نامور افراد کے ورثاء نے ان کے بعد بندر بانٹ میں جس طرح ان کی کتب کو جلا یا یاردی میں فروخت کیا اسی کا ایکشن ری پلے نادر کتب کے ضیاع کا سبب بن جائے گا۔ کتابوں سے محبت کرنے والوں کے ذاتی کتب خانے اور کولیکشنز نا اہل اولاد کی وراثت نہیں ہوتے بلکہ ان پر اس علاقے کے کتب خانوں کا حق ہوتا ہے۔

اس لائبریری کی تمام تر افادیت اپنی جگہ مگر اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کسی طور پر بھی قابل رشک نہیں۔ ہمارے سماج میں کتب بینی کے شوق کے زوال کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں۔ ہمیں نسل نو کو کتب بینی کی طرف راغب کرنے کے لیے ایسی لائبریریوں کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔ عارف علی میر خون دل دے کر رُخ برگ گلاب نکھارنے کے لیے کوشاں ہیں۔ انہوں نے فکری بیداری کے لیے گجرات میں اہم قلعہ تعمیر کیا اور جہالت کے خاتمے کے لیے اپنے حصے کا دیپ جلا رکھا ہے جس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ بیت الحکمت ہمدرد یونیورسٹی لائبریری کو دیکھا، مستفید ہونے پر حکیم سعید کے لیے دل سے دُعا نکلی۔ المیر ٹرسٹ لائبریری گجرات دیکھی اور استفادہ کر کے دل خوش ہوا اور دل کی گہرائیوں سے دُعا نکلی کہ پروردگار عارف علی میر کو اس کار خیر کا اجر عظیم دے کہ انہوں نے گجرات میں ”بیت الحکمت“ قائم کر رکھا ہے۔ جہاں نہ صرف کتب جمع کی گئی ہیں بلکہ کتب کی فی سبیل اللہ اشاعت و تقسیم کی تحریک بھی جاری کی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر ”شام ہمدرد“ کی طرح یہاں ہفتہ وار محفل نقد و نظر اور علمی وادبی سیمینارز اور تقریبات کا اہتمام بھی شوق سے کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ المیر ٹرسٹ لائبریری گجرات میں محض کتب خانہ ہی نہیں بلکہ فکری و قومی بیداری کی تحریک کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔